روزنامہ دنیا
30 اگست، 2016

شہابِ ثاقب
ڈاکٹر امجد ثاقب

amjadsaqib1@gmail.com

Each One Teach One

پہاڑ کا سفر پہلے قدم سے شروع ہوتا ہے۔

''دو کروڑ بچے'' نامی کالم کی اشاعت کے بعد کئی خط اور پیغامات ملے۔ بہت سے لوگ افسردہ ہوئے۔ بہت سے دل گرفتہ اور کچھ اشک بار بھی۔ کچھ نے اس عزم کا اظہار کیا کہ چاہے کچھ بھی ہو وہ ان دو کروڑ بچوں کو سکول لے کے جائیں گے۔ 'عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی'۔ زندگی صرف سوچنے کا نہیں' عمل کا نام ہے۔ ایک صاحب نے کہا : ''شاید یہ کالم ایک تحریک بن جائے''۔ ایک صاحب نے کہا : ''میرے پاس ایک حل ہے۔ اگر ہم میں سے ہر شخص ایک شخص کو پڑھنا لکھنا سکھا دے تو ہم شرح خواندگی کو دوگنا کر سکتے ہیں''۔ وہ صاحب ایک لمحہ کے لیے خاموش ہوئے اور کچھ توقف کے بعد پھر بہت دردمندی سے بولے : ''جنگِ بدر میں فتح کے بعد ہر قیدی سے کہا گیا کہ ہمارے بچوں کو پڑھنا سکھا دو' ہم تمہیں آزاد کر دیں گے۔ پڑھانے کا یہ کام اس روایت کی پیروی بھی ہو گا' جس کا آغاز اللہ کے رسولؐ نے کیا۔ اچھے اصول ہر عہد اور ہر زمانے کے لیے ہیں۔ پاکستان میں اکسٹھ ملین لوگ خواندہ ہیں اور تقریباً اتنے ہی ناخواندہ۔ اگر ہر خواندہ شخص یہ فیصلہ کر لے کہ میں دو سال کے اندر اندر ایک ان پڑھ کو پڑھنا لکھنا سکھا دوں گا' تو ہماری ساری آبادی خواندگی کی منزل طے کر سکتی ہے۔ ستر برس میں جو کام نہ ہوا دو برس میں ہو سکتا ہے۔ کیا ہماری نظر اردگرد نہیں جاتی؟ جہالت ہمیں برباد کرنے پر تلے ہوئی ہے۔ دھوکہ' فریب' دہشت گردی۔ نہ تحمل' نہ برداشت۔ بس تعصب ہی تعصب۔ ایسے میں کوئی ہے جو اپنے حصے کی آگ بجھائے۔ سو فیصد شرح خواندگی کا آسان راستہ''۔

قومیں یونہی نہیں بنتیں۔ تبدیلی یونہی نہیں آتی۔ یہ سچا واقعہ ہے یا محض استعارہ لیکن اس میں ایک سبق پوشیدہ ہے کہ کئی ہزار سال پہلے جب حضرت ابراہیمؑ کو شعلوں میں پھینکا گیا تو ایک ابابیل اپنی چونچ میں پانی کا قطرہ لا کر ان شعلوں پر پھینکنے لگی۔ کسی نے کہا کہ یہ آگ ایک قطرے سے بجھنے والی نہیں۔ اس پر ابابیل بولی : ''مجھے اس سے کچھ غرض نہیں۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ میرا نام آگ بجھانے والوں کی فہرست میں لکھ دیا جائے''۔ اگر یہ محض استعارہ ہے تو بھی عمل کی راہ دکھاتا ہے۔ آیئے ہم بھی ایک قطرہ تلاش کریں۔ اپنے اردگرد نظر دوڑائیں۔ کوئی ان پڑھ' علم سے ناآشنا' روشنی سے دور۔ ہمارا اپنا ڈرائیور' باورچی' چوکیدار یا ان کا بچہ۔ آیئے ہم اپنے حصے کا ایک شخص ڈھونڈ کر اسے بتائیں کہ روشنی اور اندھیرے میں کیا فرق ہوتا ہے۔ اس شخص کا رشتہ کاغذ اور قلم سے جوڑیں۔ وہ شخص شاید ہمارے لیے نجات کا ذریعہ بن جائے۔ بعض لوگوں کا وقت قیمتی ہو گا۔ وہ خود یہ نہ کر سکیں تو کسی شخص کو کہہ دیں کہ مجھ سے معاوضہ لے لو اور میری بجائے تم اسے پڑھا دو۔ میں تو بس اپنے نبیؐ کے حکم پر عمل چاہتا ہوں۔

ایک صاحب نے کہا : ''اس تحریک کا نام "Each One Teach One" رکھ دیا جائے اور یہ بھی کہ حکومتوں کو اس کام سے الگ ہی رہنے دیں' وہ تو دعوے کرتی رہتی ہیں' ان میں سے کچھ دعوے پورے ہو جائیں گے کچھ فردا پہ ٹال دیئے جائیں گے لیکن ہمیں اپنی ذمہ داری پوری کرنی ہے۔ شاید وہ وقت بہت دور نہیں جب ہم سے پوچھا جائے گا کہ تمہارا ہمسایہ بھوکا تھا' تو ایسا کیوں تھا۔ پیاسا تھا تو ایسا کیوں تھا۔ اسے علم کی روشنی نہ مل سکی تو ایسا کیوں ہوا۔ کیا ہم اس سوال کے لیے تیار ہیں۔

نیشنل کمیشن برائے ہیومن ڈویلپمنٹ' قومی سطح کا ایک ادارہ ہے جس کا مقصد انسانی وسائل کی بہتری اور تعلیم کا فروغ ہے۔ اس ادارے کے پاس ایک ایسی حکمتِ عملی موجود ہے جو خواندگی کے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر کر سکے۔ ''آئیں رونا دھونا چھوڑیں۔ دوسروں پہ الزام نہ لگائیں۔ اپنے اندر جھانکیں اور تیشۂ عمل اٹھا لیں۔ خود سے کسی کو پڑھانا شروع کر دیں۔ اگر خود سے پڑھانے کا وقت نہیں رکھتے تو اپنے حصے کی رقم اس ادارے کو دے دیں۔ دو سال بعد یہ ادارہ ایک ان پڑھ شخص کے پڑھے لکھے ہونے کا سرٹیفکیٹ آپ کو بھجوا دے گا''۔ محترمہ روزینہ عالم نے یہ کہا اور میری طرف دیکھنے لگیں۔ روزینہ عالم اس ادارے کی سربراہ ہیں۔ میں نے اس روز ان سے وعدہ کر لیا کہ ان کا پیغام لوگوں تک پہنچاؤں گا اور پھر حکومتِ پنجاب کے محکمہ نان فارمل ایجوکیشن کا جواں فکر سیکرٹری' ڈاکٹر نوید احمد۔ دردمند' دھن کا پکا' جو ہر روز نئے نئے خواب دیکھتا ہے۔ اسے بھی جنون ہے کہ ملک سے جہالت کا خاتمہ ہو۔ اگر ہم ان دونوں اداروں کی مدد کریں تو واقعی ایک تحریک شروع ہو سکتی ہے۔ جہالت کا داغ مٹ سکتا ہے۔

"Each One Teach One" اچھا نام ہے لیکن نام میں کیا رکھا ہے۔ اصل شے تو کام ہے۔ آئیں ہم سب اپنے اپنے حصے کا کام کر دکھائیں۔ ہم میں سے ہر شخص کو صرف ایک شخص کو پڑھانا ہے۔ تاریخ خود بخود بن جائے گی۔ کب تک ہم جہالت کے اندھیروں میں بھٹکیں گے۔ کب تک یہ دو کروڑ بچے ہمارے ضمیر پہ بوجھ بنے رہیں گے؟ کب تک؟